ادارہ

''تحفظ نسواں'' بل پر سینٹ آف پاکستان میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کے خطاب کا متن

''تحفظ حقوق'' نسواں بل پر ۲۳ر نومبر ۲۰۰۶ء کو ایوان بالا میں عام بحث کے دوران جمعیت علماء اسلام کے سربراہ سینیٹر حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ نے خطاب فرمایا اگرچہ وقت کی تنگی کے بناء پر چیئرمین سینٹ کے بار بار روکنے کی وجہ سے مولانا مدظلہ اپنے خیالات کا مکمل اظہار نہ کرسکے تاہم ۲۰۔۲۵ منٹ کے اس خطاب میں حدود آرڈیننس کی تنسیخ و ترمیم کے اصل محرکات و عوامل خواتین سے متعلق اسلامی قوانین دیت' شہادت وراثت اور حدود کے بارہ میں اسلامی سزاؤں پر سیر حاصل روشنی پڑتی ہے۔ حضرت مولانا سمیع الحق نے حکومت کے ترمیمی بل میں علماء کے تجاویز کی روشنی میں دس اہم ترامیم بھی داخل کیں جسے شام کے بعد دوسری خواندگی کے دوران ایک ایک کرکے دلائل کے ساتھ پیش کیا گیا مگر ایوان نے حکومتی کثرت رائے کے بنیاد پر ان سب کو مسترد کردیا۔ مولانا مدظلہ کا خطاب اور ترامیم (سینٹ سیکرٹریٹ کی رپورٹنگ شدہ) یہاں من وعن پیش کیا جارہا ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! شکریہ آپ نے بڑے کھلے دل سے سب کو موقع دیا ہے اور خیالات پر کسی قسم کی قدغن نہیں لگائی۔ آپ نے اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دیا۔ میں گزارش کروں گا کہ میں چار پانچ منٹ میں اپنی بات پوری نہ کرسکوں گا۔ میں ایک پارلیمانی جماعت کا لیڈر رہوں اور جس طرح اور جماعتوں کے ساتھ آپ نے بڑے اچھے رویے کا مظاہرہ کیا ہے تو مجھ ناچیز کو بھی کچھ تفصیل سے موقع عطا فرمائیں۔ مجھے احساس ہے کہ بہت لمبی لسٹ ہے۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی تقریر شروع کریں۔ آپ کی تقریر کے متن اور جو آپ بات کریں گے اس کے اوپر دارومدار ہے۔ اسی حساب سے دیکھ لیں گے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب چیئرمین صاحب! میں گزارش کروں گا کہ یہ ساری صورتحال جو پیدا ہوئی ہے اسلامی قوانین کے بارے میں' احکام کے بارے میں بالخصوص ترمیمی آرڈیننس کی شکل میں' حقیقت یہ ہے کہ اس کے بنیادی عوامل دو ہیں۔ ایک جو ساری دنیا میں سلسلہ چل رہا ہے جسے ہم خارجی عوامل کہیں گے' اس کے محرکات سب کو معلوم ہیں۔ حدود آرڈیننس ۲۹ سال سے ہے۔ کوئی اچانک ایسا حادثہ نہیں ہوا کہ آسمان گر پڑا اور حدود آرڈیننس سے بہت

سارے مسائل پیدا ہو گئے۔

اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف مغربی دباؤ: یہ ساری جنگ جو عالم اسلام کے خلاف' امت مسلمہ کے خلاف' مغربی طاقتوں نے شروع کی ہے اور اس کو وہ تہذیب کی جنگ قرار دے رہے ہیں' اس تہذیب کی جنگ کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے امت محمدیہ اور نبی کریم ﷺ کی تہذیب کو ہرگز برداشت نہیں کرنا ہے۔ اور اسلامی ممالک میں سیاسی' معاشی' مادی وسائل (Sources) پر قبضہ کرنے اور سارے اسلامی امت کو غلام بنانے اور ان کو دوبارہ کالونی سسٹم میں تبدیل کرنے کے لئے وہ ضروری سمجھتے ہیں کہ اس امت کا اسلامی تشخص اس کی شناخت اور کوئی بھی ایسی چیز باقی نہ رہے جو ان کو مومن اور مسلم رکھے۔ ان کو اپنی آزادی کا تحفظ سکھائے' یہ ایک وسیع جنگ شروع ہے۔ یہ اسی کا ایک حصہ ہے۔ وہ برداشت نہیں کرتے کہ ہماری شناخت کا کوئی اپنا نظام ہو' ہماری اپنی تہذیب ہو اور جہاں جہاں اسلامی تہذیب اور آزادی کی جدوجہد شروع ہوتی ہے وہاں امریکہ اور ساری طاقتیں پہنچتی ہیں اور اس کو مٹاتی ہیں' ان طاقتوں کو ختم کرتی ہیں۔ طالبان کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ یہ صورتحال بہت تیزی سے شروع ہے ہمارے دوستوں کو علم ہے اور ان کو معلوم ہے کہ کئی سالوں سے امریکہ نے یہ رپورٹیں تیار کی ہیں۔ یورپ اور امریکہ کے اخبارات میں انہوں نے صراحتاً کہا ہے کہ پاکستان میں اسلامائزیشن کا جو کام ہوا ہے اس کو ہم نے ختم کرنا ہے۔ اس میں حدود آرڈیننس بھی ہے۔ اس کے بعد قادیانیوں کا سلسلہ آئے گا۔ ہم خود وہ رپورٹیں پڑھتے ہیں' وہ بار بار دباؤ ڈالتے ہیں کہ امتناع قادیانیت قوانین بھی بنیادی حقوق کے خلاف ہیں۔ وہ توہین رسالت ایکٹ کے خلاف مستقل جدوجہد کر رہے ہیں کہ کسی طرح توہین رسالت قانون کو ختم کیا جائے۔ تو ایک ایک چیز آگے چل کر آئے گی۔ یہ سلسلہ چلتا رہے گا اور کسی ایک جگہ ختم نہیں ہوگا۔ ہم جتنا بھی حدود آرڈیننس کو مسخ کر دیں' اسے تبدیل کر دیں' اس میں لچک پیدا کر دیں' اسے نرم کر دیں' پھر بھی وہ خوش نہیں ہوں گے۔ اگر حدود کا لفظ اور اصطلاح بھی قوانین میں ہو تو امریکہ اس سے مطمئن نہیں ہوگا۔ ابھی آپ نے قومی اسمبلی میں بل پاس کیا تو دوسرے تیسرے دن امریکہ کے ذمہ دار افراد کے بیانات آئے کہ ہم اس سے پوری طرح مطمئن نہیں ہیں۔ ابھی پورا کام نہیں ہوا ہے۔ قرآن کریم میں اس طرح اشارہ ہے کہ ولن ترضی عنک الیهود ولا النصاری حتی تتبع ملتهم الایة۔ جب تک اسی تہذیب کو نہیں اپناؤ گے' اپنے کو مکمل اسی سانچے میں نہیں ڈھالو گے تو یہود و نصاری آپ سے کبھی راضی نہیں ہوں گے۔ جو ان کی تہذیب ہے' جانوروں کی' حیوانات کی' بے حیائی کی' فحاشی کی اس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ چاہیں گے کہ تم بھی ایسے ہی بن جاؤ۔ حیاء' تہذیب اور شرافت کو چھوڑ دو۔

دورے یا غیروں کی چھاپہ مار مہم: میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کچھ قربان کر کے بھی ان کی دوستی' ان کی رضامندی حاصل نہیں کر سکتے۔ آپ نے دیکھ لیا کہ ہم نے پورے وسائل کو' دفاع کو' آزادی کو' خودمختاری کو ان کے

قدموں میں ڈال دیا۔ اپنے پڑوسی اسلامی ملک کو تباہ کیا اور اپنے تمام سورسز وسائل ان کو مہیا کیے لیکن کیا وہ ہم سے راضی ہو گئے؟ آج بھی وہ سارا ملبہ ہم پر ڈال رہے ہیں۔ کرزئی بھی ہمیں گالیاں دے رہا ہے، ممبئی سے بھی اعلانات ہوتے ہیں اور امریکہ آ کر ہمیں بار بار پٹی پڑھاتا ہے۔ کل میرے سینیٹر دوست نثار میمن نے یہاں کہا کہ ہماری کتنی اہمیت بڑھ گئی ہے۔ سارا یورپ اور ساری دنیا کی طاقتیں پاکستان کے دورے کر رہی ہیں، مگر میں کہتا ہوں کہ افسوس ہے کہ یہ دورے ہمیں کچھ دینے کے لئے نہیں ہو رہے ہیں بلکہ وہ سب کچھ چھیننے کے لئے آتے ہیں، کہ ان کی کچھ شناخت رہ گئی ہے تو اسے بھی مٹا دیں۔ وہ نمبر دس کے بدمعاشوں کی طرح ہمیں صبح و شام چیک کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک چھاپہ مار مہم ہے۔ ٹونی بلیئر بھی آتا ہے، رمزفیلڈ بھی آتا ہے یہ سب چھاپہ مار مہم کا حصہ ہے۔ وہ چیک (Check) کرتے ہیں کہ کچھ بچا بھی ہے یا نہیں یا ہر چیز ختم کر دی ہے۔ جناب والا! میری کیا اہمیت ہے۔ کل اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کا وفد جو پاکستان آیا ہے۔ بڑا اہم وفد ہے، انسداد دہشت گردی ٹیم، وہ کل اکوڑہ خٹک میں میرے پاس آئی اور پانچ گھنٹے وہ میرے ساتھ رہے۔ کیا یہ انکی میرے ساتھ کوئی محبت تھی یا میری بڑی عظمت تھی، بہت احترام تھا کہ پوری ٹیم اکوڑہ خٹک میں میرے گھر پر پانچ گھنٹے تک رہی۔ ایک بجے آئے شام کو پانچ بجے واپس گئے۔ وہ ہمارے تعلیمی نظام اور اسلامی طرز حیات اور خیالات کو خوردبین سے چیک کر رہے تھے۔ اس لئے میں کل کے اجلاس میں مجبوراً حاضر نہیں ہو سکا تھا۔ انہوں نے سب کچھ دیکھا وہ ندامت محسوس کر رہے تھے کہ ہم کس غلط فہمی میں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نیویارک میں ہم آپ کے بارے میں کچھ اور سنتے تھے، مدرسے کے بارے میں بھی مگر یہاں تو ہم اور کچھ دیکھ رہے ہیں۔ انہوں نے پریس کو کہا کہ ہمیں ایسی بریفنگ دی گئی کہ ہمارے سارے خدشات ختم ہو گئے۔ لیکن پرنالہ پھر بھی وہیں کا وہیں رہے گا۔ تو یہ کوئی ہمارے ہمدرد نہیں ہیں کہ وہ اکوڑہ جیسے دور افتادہ علاقے میں اپنے آپ کو خطرات میں ڈال کر آتے ہیں۔ یہ فخر کی بات نہیں ہے کہ وہ بار بار آ رہے ہیں اور ہمیں کچھ دے رہے ہیں۔

جناب والا! ٹونی بلیئر نے آ کر اعلان کر دیا کہ مدرسوں کو ختم کر دو، تو اتنے پیسے اور زیادہ لے لو تو یہ خوشی کی بات نہیں ہے مگر ہم یہ سلسلہ اسی طرح چلاتے رہیں گے تو کبھی مقصد حاصل نہیں ہوگا۔

<u>حکمران اپنے آئیڈیل ترکی اور مصطفیٰ کمال سے سبق سیکھیں:</u> ہمارے سامنے آئیڈیل ہے مصطفیٰ کمال، ہمارے سامنے آئیڈیل ہے ترکی۔ جنرل صاحب بھی ان سے بڑی محبت کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ترکی نے کیا کچھ قربان نہیں کیا۔ خلافت کو گنوا بیٹھے اور سارا عالم اسلام ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔ پھر اسلامی تہذیب اور شناخت ختم کر دی گئی۔ عربی زبان پر پابندی لگائی گئی۔ اذان پر پابندی لگائی اور بدقسمتی سے ہم بھی اسی رخ پر چل پڑے ہیں۔ ہم نے بھی ٹونی بلیئر کے لئے شاہ فیصل مسجد میں اذان بھی رکوائی اور عصر کی نماز بھی تو یہ سب کچھ ہوا۔

انہوں نے اپنا سارا ملک مغربی تہذیب میں ڈبو دیا۔ مسجدیں بند کر دیں، اذان، عربی رسم الخط بند کر دیا لیکن

ترکی کو کیا ملا؟ آج تک ترکی یورپ کے دروازے پر کھڑا ہے' دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔ سوسوا سو برس کی جدوجہد کے باوجود بھی ان کو داخلے کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ وہ مسلمان ہیں ان ساری قربانیوں کا بدلہ ان کو کیا ملا۔ ہم نے بوسنیا کی حالت دیکھی' بوسنیا ایک یورپی ملک تھا' یورپ کے درمیان میں ایک جزیرہ تھا' ان بے چاروں پر یورپ نے اپنا ہم قوم ہونے کے باوجود ترس نہیں کھایا کہ وہ مغربی تہذیب میں پورے ڈوب گئے تھے' ان کی تہذیب' حیاء' شرافت انگریزوں سے بھی زیادہ گئی گزری تھی۔ لیکن چونکہ ان کی لا الہ الا اللہ اور اسلام سے نسبت تھی انہوں نے ان کو برداشت نہیں کیا۔ اس کو کو تباہ کیا۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ سارا پس منظر موجود ہے آپ اس کی ہزار بار تردید کریں اب آپ کے سامنے ایک تلوار اور لٹکنے والی ہے کہ توہین رسالت ایکٹ ختم کرو۔ حضور اقدس ﷺ اور انبیاء اکرام کے ناموس کے تحفظ کا کوئی حق آپ کو نہیں ہے۔ جو چاہے جو کرے سو کرے۔ جو چاہیں وہ کریں اب بھی وہ بار بار ہمارے احتجاجوں کے باوجود کر رہے ہیں۔ کیا انہوں نے ناموس انبیاء کا کوئی قانون بنایا؟ ہم چیختے چلاتے رہے کہ ہمارے ساتھ انصاف کا معاملہ کرو۔

اقوام متحدہ' دہشت گردی کی تعریف کرے: کل کی ملاقات میں میں نے سیکورٹی کونسل اور اقوام متحدہ والوں سے کہا کہ بھئی ساری دنیا کی نظریں آپ پر ہیں' انصاف کرو' اور پہلے ٹیررازم کی تعریف کرو۔ اس کے حدود متعین کرو' بش کو بھی مجبور کرو' ٹونی بلیئر کو مجبور کرو کہ دہشت گردی کی یہ تعریف ہوگی اور اپنی بقاء کی جنگ یہ ہوگی۔ پھر آپ مظلوم اور ظالم قوتوں کا فرق کریں اور ہماری تہذیب اور ثقافت نہ مٹائیں' ہمیں اپنا علم پڑھنے' پڑھانے دیں۔ آپ نے اگر ہمارے نظام تعلیم کو سیکولر بنا دیا تو قرآن وسنت اور حدیث اور فقہ پڑھنے والا کہاں جائے گا۔ وہ تو مجبوراً مسجدوں میں مدرسوں میں بچے بھیجے گا۔ تم نے اگر تعلیم کی یہ تفریق ختم کردی' کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اسلامی تعلیم لازم کرادیا تو تمام مدرسے خود بخود بیکار ہو جائیں گے لیکن یہ تو کسی راستے پر آئیں گے ہی نہیں۔

داخلی عوامل روشن خیال اور سیکولر ذہنیت: جناب چیئرمین: گزارش یہ ہے کہ ایک تو یہ عوامل ہیں' دوسرے داخلی عوامل ہیں۔ ہمارے ملک میں روشن خیالوں کا ایک طبقہ ہے وہ علی الاعلان تو نہیں کہتا لیکن جب بھی ہم اسلام اور اسلامائیزیشن کی بات کرتے ہیں تو یہ روکنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں نے اس سینٹ میں دس بارہ سال شریعت بل کے لئے جنگ لڑی۔ اس دوران ہمارے چیئرمین غلام اسحاق خان صاحب اور جناب وسیم سجاد صاحب تھے۔ میرے سامنے جو یہاں موجود ہیں۔ اس وقت اتنا امریکی دباؤ نہیں تھا لیکن ایک روشن خیال طبقہ' سیکولر ذہن والا' نہیں چاہتا تھا کہ اس ملک کا نظام اسلامی سانچے میں ڈھل جائے۔ اس ملک میں اسلامی احکام اور قوانین آجائیں اور وہ بظاہر علی الاعلان نہیں کہہ سکتا۔ کوئی بھی ہمارا وزیر اور ممبر نہیں کہہ سکتا کہ ہم اسلامی تعلیمات کو برداشت نہیں کریں گے۔ اسلامی قوانین ہمیں قبول نہیں ہیں کیونکہ پھر وہ اس معاشرے میں نہیں رہ سکتے۔ لیکن وہ طبقہ پھر اور راستہ اختیار کرتا ہے' وہ عورت

کے کاندھے پر بندوق رکھ کر معاشرے کو غیر اسلامی بناتا ہے' وہ شور مچاتا ہے کہ عورت کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے' وہ براہ راست حملہ نہیں کر سکتا' وہ ایک بالواسطہ (Indirect) راستہ اختیار کر لیتے ہیں کہ اسلام میں تو عورت کے ساتھ ظلم نہیں ہے مگر یہ مولوی ظلم کر رہے ہیں۔ یہ تو قرآن وسنت کے قوانین کے نام پر ظلم کر رہے ہیں۔ اور جب ''عورت دشمنی'' کا ذکر آتا ہے تو خواتین تو چیخ اٹھتی ہی ہیں لیکن مرد بھی کہنے لگتے ہیں کہ ان پر اتنا ظلم ہو رہا ہے۔ اسلام کا راستہ روکنے کے لئے وہ عورت دشمنی کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ اکبر آلہ آبادی نے یہی محسوس کیا تھا کہ ۔

اکبر ڈرے نہ تھے کبھی دشمن کی فوج سے   لیکن شہید ہو گئے بیگم کی نوج سے

اسلامی قوانین کے بارے میں خواتین کو ورغلایا گیا:

جناب چیئرمین: اب ان خواتین سے میں دو چار باتیں کروں گا' عورتوں کو ورغلایا گیا کہ قانون شہادت میں تیرے ساتھ ظلم ہوا۔ عورت کو ورغلایا گیا کہ آپ کی دیت آدھی ہے' عورت کو ورغلایا گیا کہ آپ کی وراثت میں آپ کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے تو میں مختصراً دو' تین باتیں گزارش کروں گا کہ یہ سراسر دھوکہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو ترجیحی رعایتوں سے نوازا ہے۔ کتنا غلط پروپیگنڈہ ہے کہ مرد کی دیت پوری ہے اور عورت کی آدھی۔

دیت: حقیت میں اگر ہم سوچیں تو مرد کی دیت آدھی ہے اور عورت کی دیت بالکل کامل ہے۔ وہ کیسے؟ مرد قتل ہوا ہے اور فرض کریں کہ دیت دس لاکھ روپے ہے اور مرد کا کوئی اور وارث نہیں اور اگر وارث ہیں بھی تو ان میں ایک اس کی بیوی بھی ہے۔ اور اگر وارث صرف اس کی بیوی ہے تو دس کے دس لاکھ روپے اس کو مل گئے۔ مقتول تو دیت قبر میں نہیں لے جا سکتا وہ تو چلا گیا' قتل ہوا لیکن دس لاکھ روپے اس کی بیوی کو مل گئے تو مرد کی دیعت اس کو کامل مل گئی۔ اور اگر عورت قتل ہو گئی تو شوہر مرد جو زندہ ہے' کو پانچ لاکھ روپے ملیں گے تو مرد کو نقصان ہوا یا عورت کو۔ مرد تو بیچارا پانچ لاکھ سے محروم ہو گیا۔ اور عورت کی دیت اس وجہ سے آدھی کر دی گئی ہے کہ عورت کی ساری ذمہ داریاں تو مردوں پر ہیں۔ بیوی قتل ہوئی ہے اور اسکا شوہر زندہ ہے تو شوہر اس کے بچوں کو بھی سنبھالے گا' ان کے تمام ضروریات اور گھر بار کو سنبھالے گا تو اللہ تعالیٰ ان حکمتوں کو خوب سمجھتا ہے۔

وراثت: اب وراثت کی بات کر لیں۔ ایک شخص کا بیٹا ہے اور بیٹی بھی ہے۔ بیٹے کو ایک پورا حصہ ملا۔ بیٹی کو آدھا ملا ہے۔ بظاہر دیکھیں تو عورت کو آدھا حصہ بھی ملنا نہیں چاہیے تھا اگر ہم سوچیں کہ کیوں؟ اس لئے کہ عورت گھر میں ہے تو اس کی ساری ضروریات کی ذمہ داری شوہر پر ہے یا باپ پر ہے۔ (یہاں پر اذان ظہر سنائی دی)

قانون شہادت: یہی صورتحال قانون شہادت کی ہے' شور مچا ہے کہ دو عورتیں ایک مرد کے برابر ہیں۔ یہ ظلم ہے جبکہ یہ صورتحال نہیں ہے۔ حقیقت کو سمجھنا چاہیے۔

قانون شہادت میں گواہی دینا حق نہیں ہے' ذمہ داری ہے۔ کسی کو گواہ ہونے پر مجبور کرنا' کسی کو گواہی کے

کٹہرے میں لانا کوئی عزت اور فائدے کی چیز نہیں ہے۔ اس کو فقہ میں حق اور فرض کہتے ہیں۔ حقوق اور ہیں' فرائض اور ہیں۔ عورت کو اللہ تعالیٰ نے فرائض سے مستثنیٰ کر دیا ہے کہ یہ مصیبت میں نہ پڑیں۔ اور چار وناچار اگر مجبوراً عدالت میں جانا بھی پڑے' عورت رحیم یار خان سے' گجر خان سے' چکوال سے' اور گلگت سے عورت بیچاری کیسے اکیلی جائے گی۔ عورت نامحرم کے ساتھ جا نہیں سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس کے ساتھ ایک دوسری خاتون ہونی چاہیے جو اس کی ڈھارس بندھائے' جو اس کا ساتھ دے' خطرات سے محفوظ رکھے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ عدالت میں جرح کا کیا نظام ہے' کتنی غلاظت سے وکیل گواہوں کی چیر پھاڑ کرتے ہیں۔ اب ایک خاتون بیچاری اکیلے ان حالات کی کیسے متحمل ہوگی۔ دل گردے والا کوئی مرد بھی اس کٹہرے میں وکیلوں کی جرح اور چیر پھاڑ برداشت نہیں کر سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تمہارے ساتھ ایک خاتون ہونی چاہیے جو حوصلہ اس کو دلاتی رہے وہ اکیلے نہ جائیں۔ مرد سے بھی عدالت میں گھبراہٹ میں ہزار باتیں غلط ہو جاتی ہیں۔ عورت بیچاری اگر بیانات میں' کٹہرے میں' جرح میں' گواہوں میں کہیں پھسل گئی' غلط فہمی میں آ گئی' گھبرا گئی تو دوسری عورت اس کو ٹوکے گی۔ اس کی تصحیح کرے گی۔ فتذکر احداھما الاخری بیچاری سے گڑبڑ ہوگی یا بات کرنے میں کمزوری آ بھی گئی تو دوسری خاتون اس کو تنبیہ کرے گی کہ تم ان باتوں میں نہ پڑو۔ ایسی بات نہ کرو' ایسی بات کرو۔

قانون وراثت: اب وراثت کے قانون کو دیکھتے ہیں انگریزوں کے زمانے میں وراثت تھی ہی نہیں' نہ انگریزوں کے ہاں اب بھی ایسا قانون وراثت ہے۔ جاہلیت کے دور میں عورت کو بالکل بھیڑ بکری کی طرح' مال کی طرح' جائیداد کی طرح سمجھا جاتا تھا۔ اسلام نے آ کر سب سے پہلے اسکو وراثت کا حق دار بنایا۔ اب دیکھیں ایک شخص باپ ہے اس کی بیٹی ہے اور بیٹا ہے۔ بیٹے کو دوگنا ملا' بیٹی کو اس سے آدھا ملا کیونکہ اس کی پرورش' تعلیم وتربیت سب باپ کرتا ہے لیکن جب وہ شوہر کے گھر چلی جائے گی تو ہر بوجھ اس کا شوہر پر ہے مگر وہ پھر بھی پچاس فیصد لے گئی تو یہ بھی اللہ کا انعام اور رحمت ہے ورنہ اس کو کیا ضرورت تھی' اس کا گھر بار چلانا' آٹا' روٹی' کپڑا مکان اور بچے کی پرورش' بچے کے دودھ کی ذمہ داری شوہر پر ہوگی۔ حتیٰ کہ مرد پر لازم ہے کہ بیوی کے لئے ایک خادمہ گھر میں رکھے گا۔ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ دو نوکر لازمی ہیں۔ ایک بازار سے سودا سلف لانے کیلئے باہر کے کاموں کے لئے' ایک گھر کی خدمت کے لئے۔ تو جب وہ بیٹی ہے سارا بوجھ مرد باپ پر ہے۔ جب وہ ماں ہے تو مرد بیٹے پر لازم ہے کہ وہ اسے سنبھالے' محنت مشقت کرے اور لا کر اسے دے۔ اگر وہ بیٹی ہے تو حضور نے فرمایا کہ جس نے بیٹیوں کی پرورش پر خرچ کیا' ان کی کفالت کی' انکی تربیت کی اور اس کو تعلیم دلائی تو حضور ﷺ نے دو انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا کہ ایسا شخص میرے ساتھ اتنا قریب ہوگا جس طرح یہ دو انگلیاں ہیں وہ جنت میں میرے ساتھ ایسے جائے گا تو وراثت میں بھی اللہ نے سراسر احسان کیا اور مرد کو وہاں پر مجبور کیا کہ عورت کروڑ پتی کیوں نہ ہو مگر اسکا نان نفقہ مرد پر ہے۔ مزدوری کرے مگر بیوی کو لا کر دے گا۔

جناب چیئرمین: آپ وقت کا ذرا خیال رکھیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب مجھے موقع دیں۔ یہاں پر تین تین گھنٹے تقریریں ہوتی ہیں۔

جناب چیئرمین آپ بولیں لیکن بل پر رہیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: میں مختصر کرتا ہوں:

تعزیرات اور فوجداری قوانین میں اللہ کا کرم: دنیا میں جرائم کا سلسلہ لامحدود ہے ہم غیر متناہی جرائم نئے نئے شکلوں میں پیدا ہوتے دیکھتے ہیں۔ اب لوگ سائنسی طریقے سے جرائم کرتے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں جرائم لوگ کرتے ہیں تو ان تمام جرائم کی سزا متعین کرنے کی اللہ نے ہمیں کھلی چھٹی دے دی کہ سزا کا آپ خود فیصلہ کریں۔ اللہ نے فوجداری قوانین میں جتنی لچک کا مظاہرہ کیا ہے' انسانوں کے ساتھ' مسلمانوں کے ساتھ' اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ اللہ نے کسی جرم کی سزا متعین نہیں کی بلکہ کہا ہے کہ آپ جانیں اور آپ کا کام۔ تمہارے قاضی' تمہارا جج جو سزا متعین کرے۔ تمہاری مقننہ جو سزا متعین کرے۔ تمہاری عدلیہ جو بھی سزا دے اسے اختیار ہے' ان تمام جرائم کی سزا یعنی تعزیر اجتہادی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اجتہاد کا دروازہ بند ہے۔ کہاں بند ہے۔ آپ کسی بھی جرم میں اجتہاد کر کے کوئی تعزیر بنا سکتے ہیں۔ سو سال بھی' ایک سال بھی' دس سال بھی۔ اللہ نے تمام فوجداری قوانین ہمارے رحم و کرم پر چھوڑ دیئے ہیں۔ کوئی قدغن نہیں لگائی سوائے حدود کے۔

حدود اللہ کراس نہیں کئے جاسکتے: سوائے حدود کے چار پانچ جرائم جس کا تعلق حکومت سے ہے' ملک سے ہے' معاشرے سے ہے' وہ حقوق اللہ میں شامل ہیں' باقی حقوق العباد ہیں لیکن حدود اللہ خدا نے اپنے ہاتھ میں رکھ لئے' کیوں؟ وہ حکیم ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھتا ہے' جہاں اللہ تعالیٰ وحی میں بیان کردہ سزا پر اصرار کرتا ہے یہ ضروری ہے وہاں اللہ کو پتہ ہوتا ہے کہ عقل پھسلے گی' انسانی عقل صحیح فیصلہ نہیں کر سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے زنا' قذف جو زنا کا ایک حصہ ہے بظاہر دو ہیں حقیقت میں ایک۔ ڈکیتی وہ بھی سرقہ کا حصہ ہے اور شراب نوشی ہے تو اللہ نے حد متعین کر دیئے کہ اب اس میں چھیڑ چھاڑ نہیں کرنا یہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ اس میں ذرا گڑبڑ کرنے سے کیا کیا معاشی بحران آئے گا۔ کیا معاشرتی بحران آئے گا۔ نسل انسانی اور خاندان بکھر جائے گا تو وہاں فرمایا تلک حدود اللہ یہ میری مقرر کردہ ہیں۔ اب اسے کراس نہیں کرنا' بارڈر ہے' حد ہے۔ اس بارڈر میں نقب نہ لگاؤ کسی بھی ملک کے بارڈر کو کراس کرتے ہیں تو گولی ماری جاتی ہے۔ خدا نے فرمایا کہ اس حد کو کراس نہیں کرنا۔ چار چیزوں ہیں اب اس کو کراس نہ کرو۔

نبی ﷺ کو بھی تبدیلی کا حق نہیں: تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا و من یتعد حدود اللہ فاولیک ھم الظالمون۔ حضور اقدس ﷺ کو بھی یہ حق نہیں دیا گیا کہ کسی حد کو وہ تبدیل کریں' نہ کر سکتے تھے۔ قل مایکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی ان اتبع الا مایوحیٰ الی الایۃ

مجھے حق نہیں ہے کہ میں اپنے طور پر اس میں کوئی تبدیلی کروں۔ جب تک وحی نہ آئے۔ایک چوری ہوگئی' حد سرقہ کا مسئلہ آیا۔ فاطمہ خذومی ایک مخدومیہ قبیلے کی عورت تھی اس سے چوری سرزد ہوگئی' وہ بڑی بااثر خاندان اور قبیلے کی عورت تھی۔ ہلچل مچ گئی۔سب نے کہا کہ اگر اس عورت کا ہاتھ کاٹا جائے گا تو بڑے مسائل پیدا ہوں گے اسے بچایا جائے۔ کوئی جرأت نہیں کرسکتا تھا کہ حضورﷺ کے پاس جاکر سفارش کرے۔انہوں نے بالآخر تلاش کیا حضرت زید کو جو حضرت اسامہ بن زید کے والد تھے اور وہ حضورﷺ کو اولاد کی طرح عزیز تھے۔اس کی بات حضورﷺ نہیں ٹالتے تھے۔اس کو تیار کیا گیا کہ آپ حضورﷺ کو سفارش کردیں کہ اس فیصلہ سے بڑے سیاسی نقصانات ہوں گے۔قبائل اٹھیں گے کہ بڑے معزز خاندان کی خاتون ہے' خاتون اول ٹائپ کی چیز ہے۔تو انہوں نے ڈرڈر کر حضورﷺ سے سفارش کی تو حضورﷺ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور آپ جلال میں آگئے۔فرمایا: افی حد من حدود الله کہ اللہ کے بندے تم اللہ کی حدود میں سفارش کرنے لگ گئے۔پھر فرمایا: والله لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت یدها

حضورﷺ نے فرمایا یہ تو وہ فاطمہ مخزومیہ ہے اگر میری بیٹی فاطمہ بنت محمد سے بھی خدانخواستہ معاذاللہ چوری ہوجائے تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ کے رہوں گا کیونکہ حد میں مجھے کوئی اختیار نہیں۔

یہاں میں مختصر کرتا ہوں۔میں نے کہا تھا کہ آپ مجھے دو تین گھنٹے دیتے۔

جناب چیئرمین: بعد میں بھی آپ تجاویز دے سکتے ہیں۔ختم کریں لیکن تجاویز بعد میں بھی دے سکتے ہیں۔

سینٹر وسیم سجاد (قائد ایوان): اسلام کا اصول یہ بھی ہے کہ ڈسپلن قائم کرو۔یہ تو ویسے بھی عالم ہیں ساری بات کو کوزے میں بند کرلیتے ہیں۔

قوانین حدود کی حکمت: اسلام اور حضورﷺ کا منشا یہ نہیں کہ خوانخواہ حد نافذ ہو۔اللہ نے یہ حدود کا نظام رجم اور سو کوڑوں کی سزا عبرت کے لئے' ڈرانے کے لئے' خوف دلانے کے لئے رکھی' رجم کو بہت بھیانک بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ حالانکہ رجم موت کے طریقوں میں سب سے کم خطرات اور زندگی کو بچانے کے امکانات کا طریقہ ہے۔ رحمت کا طریقہ ہے۔حضورﷺ کے پاس اگر کوئی آ کر کہتا ہے کہ میں غلطی کر بیٹھا ہوں تو حضورؐ سے ٹالتے تھے۔خواہ مخواہ پیچھے نہیں پڑتے تھے۔ایک صاحب آ کر کہنے لگے حضورﷺ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے' عورت سے زنا ہوگیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا جاؤ جاؤ لعلک قبلتها لعلک لمستها ان کو طریقے سے سمجھایا کہ شاید تم نے صرف بوس و کنار کیا ہوگا۔تم نے ہاتھ وغیرہ لگایا ہوگا لیکن وہ اصرار کررہا تھا اور اس نے صریح انداز میں کہہ دیا کھل کر کہ نہیں مجھ سے زنا والا کام ہوا ہے۔ایک بار ایک عورت آئی اقرار کیا کہ مجھ سے زنا ہوا ہے مجھے پاک کرادیجئے۔تو حضورﷺ نے کہا جاؤ تمہارے پیٹ میں بچہ ہے۔اب بچوں کو تو ہم سنگسار نہیں کرسکتے۔جب وہ پیدا ہوگا تو پھر دیکھیں گے۔مقصد یہ ہوتا ہے

کہ کسی وقت بھی وہ اپنے اقرار سے رجوع کرلے تو پانچ چھ مہینے وضع حمل تک گزار لے۔ ہم پیچھے نہیں پڑیں گے مگر وہ اللہ کی بندی، جس پر اللہ کا خوف غالب تھا وہ بچہ اٹھا کر لے آئی اور کہا یا رسول اللہ اب تو مجھے پاک کردو۔ بچہ پیدا ہوگیا ہے۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ یہ بچہ کیسے زندہ رہے گا۔ اس کو پالنے پوسنے اور دودھ پلانے کے لئے ماں کے علاوہ کون آئے گا؟ چلی جا۔ جب بچہ بڑا ہوجائے گا تو پھر دیکھیں گے۔ دوڈھائی سال بعد جب بچہ بڑا ہوگیا تو وہ اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا دے کر پھر چلی آئی اور کہا یا رسول اللہﷺ اب تو مجھے پاک کرادو۔ ایک وہ لوگ تھے اور ایک ہم ہیں کہ ہم سب کچھ حلال کرانے کے پیچھے پڑ گئے۔ پھر حضورﷺ نے فرمایا کہ ہاں اب تو کوئی چارہ نہیں ہے۔ ہمارے لیڈر آف دی ہاؤس نے کل ایک حوالہ مجھ سے سن کر دیا کہ ادرو الحدود ما استطعتم مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ حد ساقط کرانے کے پیچھے خواہ مخواہ پڑ جاؤ۔ اور اسے منسوخ کرادو بلکہ ہر ممکن احتیاط کرو۔ کسی معقول اعتراض کی وجہ سے قانون شہادت میں معمولی کمی بھی آگئی۔ ساڑھے تین فیصد بھی گواہ ہوگئے اور آدھا یا ایک فیصد نہیں ہے پھر بھی ٹال دو۔ لیکن جب حد کا فیصلہ ہوگیا تو پھر رسول اللہﷺ نے کہا کہ میں خود بھی اسے معاف نہیں کرا سکتا۔

جناب چیئرمین: ذرا ختم کریں مہربانی کر کے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: وقفہ کے بعد دوبارہ ٹائم دے دیجئے گا۔

جناب چیئرمین: نہیں دوبارہ تو موقع نہیں ہوگا۔ تجاویز آپ بعد میں بھی دے سکتے ہیں۔

<u>سزائے موت اور رجم کی حکمتیں:</u> مولانا سمیع الحق: سزا کو حد سے نکال کر آپ نے اسے تعزیر میں ڈال دیا ہے۔ اب جب موت کی سزا آپ نے رکھ دی ہے تو موت کے کئی طریقے ہیں۔ ایک طریقہ یہ ہے کہ پھانسی کا پھندا ڈال دو۔ ایک یہ ہے کہ گولی ماردو۔ ایک یہ ہے کہ گیس والی جگہ پر ڈال دو۔ ایک یہ ہے کہ بجلی کے جھٹکے سے ماردو۔ ایک یہ ہے کہ اسے زہریلا انجکشن دے دو۔ یہ سارے طریقے دنیا میں رائج ہیں، سزا دینے کے لئے۔ لیکن قرآن میں ایک طریقہ اور ہے وہ ہے رجم کہ اسے سنگسار کرو۔ اب کون سی صورت میں زندگی کی بچت کی ہے، ذرا میری بات غور سے سن لیں۔ رجم کرنے میں مجرم شخص کو اللہ نے ایک ہزار فیصد زندہ رہنے کا امکان رکھا ہے۔ گولی سے ماردیا تو پھر وہ زندہ نہیں ہوسکتا۔ پھانسی کے پھندے سے پھر زندہ نہیں ہوسکتا لیکن رجم میں ایک ایک کنکری ماری جائے گی۔ دو گھنٹے میں، تین گھنٹے میں، چار گھنٹے میں جتنا وقت لگے اس دوران چاروں گواہ بھی موجود ہوں گے، جج بھی موجود ہوگا۔ حکمران بھی موجود ہوگا۔ اور جب سنگساری شروع ہوئی تو کسی گواہ کا ضمیر بیدار ہوا کہ جناب میری گواہی سے یہ زخمی ہورہا ہے۔ جناب ایس ایم ظفر صاحب میری بات زیادہ سمجھتے ہیں یہ تو وکالت اور قانون کے ماہر ہیں۔ اور غور سے متوجہ بھی ہیں۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب ذرا مختصر رکھیں مہربانی کر کے ابھی اور بھی بہت سپیکرز ہیں۔ دو منٹ میں بس ختم کریں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: جی ہاں! مجھے رجم کی بات کرنے دیں۔ اگر ایک گواہ بھی ہٹ جائے، اگر ایک پتھر لگا جو مجرم کو

کسی گواہ کے دل میں ترس آ گیا' اوہ میں نے تو غلط گواہی دے دی اور وہ اٹھ کر کہے کہ میں نے غلط گواہی دی ہے۔فوراً ''حد'' رک جائے گا۔قاضی یا جج جس نے رشوت لی ہے' پیسے لئے ہیں اس کا ضمیر جاگ گیا' کہ یا اللہ کتنا بڑا ظلم ہوا مجھ سے یہ بیچاری عورت یا مرد زخمی ہو رہا ہے' تڑپ رہا ہے۔وہ جج کہنے لگا کہ مجھ سے غلط فیصلہ ہوا یا تزکیۃ الشہود غلط ہوا ہے۔کوئی یہ کہہ دے کہ یہ تزکیۃ الشہود صحیح نہیں تھا تو فوراً رجم رک جائے گا کسی جج کے بارے میں ثبوت ہو جائے کہ اس نے تو پیسے لئے تھے۔کوئی ٹیپ ریکارڈ لے آئے کہ ان گواہوں نے تو وہاں منصوبہ بنایا تھا۔بس سارا ''حد'' گر گیا اور وہ زندہ رہ گیا۔جب تم نے ایک گولی کا برسٹ مارا تو وہ کہاں زندہ رہ سکے گا۔تو ایک گواہ' دو گواہ' تین گواہ' چار گواہ ایک بھی بیچ میں سے نکل سکتا ہے یا مثلاً مجرم نے اقرار کیا ہے زنا کا اقبال جرم کیا ہے' عورت ہے یا مرد' اور اس پر رجم شروع ہو گیا اور وہ دکھ سے چلا اٹھا۔اس نے کہا میں نے غلط اقرار کیا ہے۔اقبال جرم سے منکر ہو گیا تو اسی وقت ''حد'' رک جائیگی۔

جناب چیئرمین: مولانا آپ تشریف رکھیں تاکہ میں دوسرے کو شروع کرا سکوں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: میں جناب تجاویز تو دے دوں۔

جناب چیئرمین: میں نے کئی بار موقع دیا ہے کہ جلدی ہے ایک دو منٹ میں ختم کر دیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: امیر جمع ہیں احباب درد دل کہہ دے پھر التفات دل دوستاں رہے نہ رہے

چونکہ ایک بات قانون شریعت اور فقہ کی آئی ہے تو آپ نے گھنٹے گھنٹے دیئے ہیں۔اگر مجھے نماز کے بعد دوسری مرتبہ وقت دے دیں۔

آوازیں: اگلے سیشن میں (بل پاس ہونے کے بعد)

سینیٹر مولانا سمیع الحق: نہیں اگلے سیشن میں نہیں۔(مذاق نہ کریں)

جناب چیئرمین: آپ تجاویز لکھ کر دے دیں ان کو میں ریکارڈ میں ڈال دوں گا۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: نہیں میں مختصراً اس بل کی اصلاح کے لئے ضرور بات کروں گا۔

جناب چیئرمین: زیادہ سے زیادہ ایک دو منٹ سے زیادہ وقت نہیں دے سکتا۔چونکہ بہت لمبی لسٹ ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب مجھے شام کو اپنی ترامیم کے موقع پر وقت دیں گے۔

جناب چیئرمین: میں وعدہ نہیں کر سکتا......

سینیٹر مولانا سمیع الحق: گو کہ میرا حق ہے پارلیمنٹ میں ترامیم پر بات کرنے کا اور میں اپنا وقت پورا کرنا چاہتا ہوں۔ میں بل کے اصلاح کی کوشش کرتا ہوں یہ کوئی غیر ضروری بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: تجاویز تو دے دیں ناں۔یہ ہم سب کے لئے چیلنج ہے۔محدود وقت ہے اور اپنی تجاویز اور خیالات کا اظہار کریں۔یہ ذمہ داری بھی ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: حضور ابھی پندرہ منٹ بھی نہیں ہوئے۔

جناب چیئر مین: پچیس منٹ ہو گئے ہیں۔ اذان کا وقت نکال کر ۲۵ منٹ ہو گئے ہیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: میں یہ عرض کر رہا ہوں' مختصر سی بات کہ آپ نے زنا اور زنا بالجبر سب باتوں کو تعزیر میں ڈال دیا ہے تو اگر چار گواہوں کا ثبوت نہ ہو تو اس طرح اس کو تعزیرات میں ڈالا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر آپ ان دفعات میں ایک دو لفظ بڑھا دیں صرف یہ کہ بشرطیکہ وہ چار گواہ پیش نہ کر سکتے ہوں' اگر عدالت میں چار گواہ پیش نہ ہو چکے ہوں تو پھر تعزیر میں چلا جائے۔ لیکن اگر واقعتاً کہیں چار گواہ پیش ہو گئے تو وہ زنا بالرضا ہو یا بالجبر ہو سب پر حد شرعی نافذ ہو گا۔

<u>خواتین پر نظام عدل اور پولیس کی وجہ سے ظلم ہو رہا ہے:</u> دوسری میری تجویز یہ ہے کہ سارا شور یہ ہے کہ عورت کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ پولیس کا نظام ایسا کر رہا ہے۔ تو آپ پولیس کے نظام کی کیوں اصلاح نہیں کر رہے۔ پولیس تمام تعزیرات ہند' تعزیرات فوجداری و دیوانی پاکستان کے ساتھ کیا کچھ کرتی ہے۔ ہزاروں عورتیں اب بھی ان تعزیرات کی وجہ سے جیلوں میں بند ہیں۔ کیا آپ ان سب کو منسوخ کریں گے۔ زنا بالجبر میں عورت کو اللہ تعالیٰ کوئی سزا نہیں دیتا۔ زنا بالجبر میں وہ مظلومہ ہے۔ وہ عدالت میں جا کر فریاد کرے گی۔ تو یہ شور مچا ہے کہ پولیس اس کو اندر کر دیتی ہے۔ تو ہم اگر ایک لفظ بڑھا دیں ایک دفعہ لگا دیں کہ مستغیثہ کو اس وقت تک نہیں چھیڑا جائے گا جب تک عدالت مکمل فیصلہ نہ کرلے۔ عدالت جب اس کیس کے بارے میں مکمل فیصلہ دے دے بریت کا یا مجرم ہونے کا اس وقت تک پولیس نے خاتون پر ہاتھ ڈالا یا گرفتار کیا تو وہ قابل تعزیر جرم ہو گا۔

جناب چیئر مین: آپ پولیس اصلاحات کو چھوڑیں۔ آپ تجاویز دے دیں۔ آدھے منٹ میں ختم کریں۔ تجاویز دیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب میں تو تجاویز ہی دے رہا ہوں۔ میں یہ تجویز تو نہیں دے رہا۔ کہ آپ لنچ میں جا کر ہمیں مرغ کھلائیں یا چاول کھلائیں۔ بل ہی کی بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئر مین: آپ کے اور ساتھیوں نے بھی بولنا ہے۔ ان کا بھی تو خیال رکھنا ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: دوسرا اس میں ایک دفعہ یہ رکھنا چاہیے کہ جب کسی ''حد'' کا فیصلہ ہو جائے تو حکومت کو اس میں تخفیف' کمی یا معافی کا ہرگز اختیار نہیں ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ نے سخت ناراضگی سے فرمایا ہے کہ انی فی حد من حدود اللہ۔ کیا حد کو بھی میں تبدیل کر دوں؟ گویا رسول اللہ نے فرمایا کہ مجھے حق نہیں ہے کہ میں معاف کر دوں۔ آپ نے صوبائی حکومتوں کو بھی اختیار دیا' مرکز کو بھی اختیار دیا کہ عدالت کے دیئے گئے فیصلے میں کمی بیشی کریں یا اس کو معاف کریں' اس چیز کو اس سے ختم کرنا چاہیے۔ اگر آپ دیکھیں کہ فحاشی' قابل دست اندازی پولیس نہیں۔ (بات مکمل کرنے نہیں دی گئی)

جناب چیئر مین آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیے' میں دوسرے اسپیکر کو بلاتا ہوں' بہت زیادہ وقت ہو گیا ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق ترامیم میں آپ مہربانی کریں کیونکہ وہ میرا حق ہے۔

جناب چیئر مین: اس وقت میں دیکھوں گا' اگر وقت ہوا تو میں حاضر ہوں۔

سینٹ میں پیش کردہ اہم ترامیم پر ایوان کی کارروائی

۲۳/نومبر ۲۰۰۶ء کو نماز مغرب کے بعد دوسری خواندگی کی کارروائی

جناب چیئر مین: مولانا سمیع الحق۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب چیئر مین اس بل کی شق پانچ میں مجوزہ نئی دفعہ ۳۳۶ کی ذیلی شق (۱) میں حسب ذیل کا اضافہ کر دیا جائے یعنی اگر زنا بالجبر چار گواہوں کی موجودگی میں ثابت ہو جائے یا مطلقاً زنا ثابت ہو جائے بالجبر یا بالرضا تو حدود اللہ کے مطابق اس کی سزا سنگساری یا سو کوڑے دی جائے گی۔

جناب چیئر مین: دوسری ترمیم بھی پڑھ دیں۔ اکٹھا ہی کر دیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب چیئر مین! اسی دفعہ میں ذیلی شق (۲۰) کو حسب ذیل سے بدل دیا جائے یعنی حدود آرڈیننس کی کسی دفعہ کے تحت زنا کی مستغیثہ کو گرفتار کرنا تاوقتیکہ عدالت میں مقدمہ زیر سماعت ہو مجموعہ تعزیرات کے مطابق ایک قابل تعزیر جرم ہوگا۔ تو اس کا مطلب وہی ہے۔ ساری بنیاد جناب والا! یہی رکھی گئی ہے کہ عورت کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے اور وہ فریاد کرنے جاتی ہے تو اس کو گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ ہم نے ترمیم کے ذریعے اس بنیاد ہی کو ختم کر دیا ہے کہ جب تک عدالت کوئی قطعی فیصلہ نہ دے تو اس خاتون کو گرفتار کرنا یا پولیس وغیرہ سے پریشان کرنا قابل تعزیر جرم ہوگا' تو اس سے ان سارے مظالم کے جو خدشات ہیں ان کا سدباب ہو جائے گا۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب میری کلاز ۵۔

جناب چیئر مین: آپ کا ایک ہو گیا ناں اب اور کون سا اس میں ہے۔ پانچواں ہمارے پاس کوئی نہیں ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: اس میں شامل ہے جناب

جناب چیئر مین: آپ نے ساری اکٹھی پڑھ لی ہیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: نہیں میں نے تو اس میں سے ایک پڑھی ہے جی۔

جناب چیئر مین: ہو گئی ہے جناب

سینیٹر مولانا سمیع الحق: نہیں' نہیں' وہ نہیں پڑھی ہے جی۔ میری تو ابھی آ رہی ہیں۔

جناب چیئر مین: کلاز ۵ آپ کہہ رہے ہیں کہ ابھی کلاز ۶ آئی ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: ابھی پہنچا نہیں ہے۔

جناب چیئر مین: ابھی آنا ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: میں تجویز کرتا ہوں کہ بل شق سات میں نئی مجوزہ دفعہ 491۔بی میں حسب ذیل میں دفعہ ۴۹۱ ب یا ج کا اضافہ کر دیا جائے۔یعنی زنا کے مقدمے میں ایک بار دی گئی سزا کو کم یا ختم کرنے کا اختیار وفاقی یا صوبائی سطح پر کسی اتھارٹی کے پاس نہیں ہوگا۔تو جناب چیئر مین صاحب' اس بل میں اختیار دیا گیا ہے کہ میں نے صبح بھی تفصیل سے کہا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے واضح طور پر کہا کہ میں حدود اللہ کی کسی حد کے بارے میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا ہوں۔تو حضور اقدس ﷺ کو جب یہ اختیار نہیں ہے تو کسی صوبائی حکومت کو یا وفاقی حکومت یا کسی اور اتھارٹی کو تو قطعاً یہ اختیار نہیں ہے کہ عدالت کے فیصلوں میں وہ کوئی کمی کرے یا تخفیف کرے۔تو آپ اس ترمیم کو برائے کرم شامل فرمالیں۔

جناب چیئر مین: دوسرا بھی پڑھ دیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب چیئر مین! بل کی شق ۷ میں نئی مجوزہ دفعہ ۴۹۶ جی میں حسب ذیل دوسرے شرطیہ فقرے کا اضافہ کر دیا جائے۔کہ یہ ساری سزائیں اس صورت میں ہیں کہ قرآن میں مذکور چار گواہ پیش نہ ہو سکیں اور اگر پیش ہو سکیں تو اس پر شرعی حد نافذ کی جائے گی۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب چیئر مین! اس Bill کی دفعہ نمبر ۲۹ کا تعلق لعان سے ہے یعنی جب شوہر بیوی پر تہمت لگائے اور بیوی اس تہمت کو سچ تسلیم نہ کرے پھر مرد کو بھی اس کیس میں عدالت میں جانا پڑے گا۔انہوں نے اس کو اس طرح کھلا چھوڑے ہے' ہر جگہ عورت پر اس کے حقوق کے نام پر ظلم ہو رہا ہے تو لعان کے مقدمے میں اگر عورت چاہے تو مرد کو مقدمے کی سماعت کے دوران حاضر ہونے سے انکار کی اجازت نہیں ہوگی۔انہوں نے اجازت دی ہے کہ مرد الزام تو لگا بیٹھا' اس کی زندگی تباہ کر دی اب عدالت میں بھی نہیں جائیگا۔اگر وہ کہے کہ میں نہیں جاتا' اس کو پابند کرنا چاہیے کہ اگر آپ نے الزام لگایا ہے اور عورت دعویٰ کرتی ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو اس کے ساتھ وہ عدالت کے روبرو پیش ہو۔میں نے Bill کی شق نمبر 29 کی ذیلی شق ہفتم (الف) کے بعد حسب ذیل نئی شق تجویز کی ہے جو کہ شامل کر دی جائے یعنی لعان کے مقدمے میں اگر عورت چاہے تو مرد کے مقدمے کی سماعت کے دوران حاضر ہونے سے انکار کی اجازت نہ ہوگی۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب میں نے بھی اس پر ان کو ترمیم دیا تھا۔انہوں نے دس ترامیم سے پانچ بنا دیئے۔کسی کو Table کیا ہے' کسی کو نہیں۔وہ تو اس میں شامل تھا۔نئی دفعہ کے اضافے کے متعلق ہے وہ۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: جناب چیئر مین یہ بہت اہم دفعہ ہے جو میں بل میں بڑھانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئر مین: جلدی آپ پڑھ دیں۔ ٹائم کم ہے۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: میں یہی کہہ رہا ہوں کہ............

جناب چیئر مین: آپ پڑھ دیں' کیا کہہ رہے ہیں۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق: اسے پڑھنے کے بعد وضاحت کروں گا۔سب کو آپ موقع دے رہے ہیں۔

جناب چیئر مین: جنہوں نے پہلے Submit کیا ہے۔بغیر Submission کے نہیں دے رہے' بہرحال آپ ہمارے بزرگ ہیں۔

<u>قرآن وسنت بالاتر قانون ہوگا:</u> سینیٹر مولانا سمیع الحق: صرف دو منٹ بات کروں گا۔ جناب چیئر مین! دیکھئے آخر میں درج ذیل نئی شق نمبر تیں کا اضافہ یہ ہے کہ اس آرڈیننس کی تشریح اور اطلاق میں اسلام کے وہ احکام جو قرآن کریم اور سنت نے متعین فرمائے ہیں' ہر صورت میں موثر ہوں گے۔ چاہے رائج الوقت کسی قانون میں کچھ بھی درج ہو اور اس کی تشریح میں یہی مختصر عرض کرنا چاہتا ہوں۔اس سارے بل میں کئی چیزیں ایسی ہیں یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ اسلام کے مطابق ہے' ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ قرآن وسنت سے متصادم ہے۔تو میں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے دستور کی دفعہ ۹ جو ہے وہ اسلامی دفعات پر مشتمل ہے۔اس میں شامل دفعہ نمبر ۲۲۷ یہ ہے کہ موجودہ تمام قوانین کو اسلام کے احکام' جیسا کہ وہ قرآن کریم اور سنت میں بیان ہوئے ہیں' کے مطابق بنایا جائے گا۔اس حصہ دستور میں جس طرح اسلام کے احکام کا حوالہ دیا گیا ہے کہ ایسا قانون نافذ نہیں کیا جائے گا۔ جو احکام اسلام سے متصادم ہو۔مگر یہاں یہ بل سراسر آئین کی دفعہ ۲۲۷ سے بغاوت ہے' انحراف ہے' اور غداری ہے۔ میں سرکاری بنچوں سے اپیل کروں گا کہ اس ترمیم پر آپ اتنے زور وشور سے "NO" نہ کہیں۔خاص طور سے محمد علی درانی صاحب کو جو بڑے چیخ چیخ کر نو نو کہہ رہے ہیں۔آپ کہیں گے کہ یہ فتویٰ دے رہا ہے۔بات یہ ہے کہ اللہ کا قانون بالاتر ہوگا تو اللہ کی حاکمیت کو اس طرح پامال نہ کریں۔یہ ایمان کا مسئلہ ہے۔اور اسے خطرہ میں نہ ڈالیں۔

ترمیم یہ ہے کہ اس آرڈیننس کی تشریح اور اطلاق میں اسلام کے وہ احکام جو قرآن کریم اور سنت نے متعین فرمائے ہیں ہر صورت میں موثر ہوں گے۔ چاہے رائج الوقت کسی قانون میں کچھ بھی درج ہو۔

جناب چیئر مین: ٹھیک ہے۔

I put the Amendment to the House

(The Amendment was rejected)

سینٹ میں پیش کردہ دس ترامیم

جناب سیکرٹری سینٹ سلام مسنون!

میری طرف سے قومی اسمبلی میں منظور شدہ تحفظ حقوق نسواں بل کے ترمیمی بل میں حسب ذیل ترامیم شامل کئے جائیں۔ جنہیں سینٹ میں پیش کردہ مذکورہ بل کو زیر بحث لایا جاسکے۔

۱۔ دفعہ ۵ کے ۳۷۶ کے شق (۱) میں یہ اضافہ کیا جائے کہ اگر زنا بالجبر کے ارتکاب کرنیوالے پر چار گواہ پیش ہو جائیں تو اسے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ حد کے مطابق رجم/۱۰۰ دروں کی سزا دی جائیگی

۲۔ (۳۷۶) کے شق (۲) کو حذف کردیا جائے۔

۳۔ دفعہ ۵ کے (۳۷۶) میں حسب ذیل شق کا اضافہ کیا جائے۔ زنا بالجبر کی مستغیثہ کو مقدمے کی کارروائی عدالت میں پوری ہونے تک حدود آرڈیننس کی کسی بھی دفعہ کے تحت گرفتار کرنا نا قابل تعزیر جرم ہوگا۔

(۴) بل کے دفعہ ۲۹ میں شق (۷) کے بعد حسب ذیل نئی دفعہ کا اضافہ کیا جائے۔ عورت کے مطالبہ کی صورت میں مرد کو لعان کی کارروائی میں شرکت سے انکار کا حق حاصل نہیں ہوگا۔

(۵) بل کے دفعہ (۷) کے ۴۹۶ (ب) کے بعد ۴۹۶ ذیلی دفعہ (ج) کا اضافہ کیا جائے۔ ایک مرتبہ زنا کی حد کا فیصلہ ہو جانے کے بعد مرکزی صوبائی حکومت کو سزا میں کسی قسم کی تخفیف یا معافی کا اختیار نہیں ہوگا۔

(۶) بل کے دفعہ ۷۔ ۴۹۶ کے آخر میں یہ اضافہ کیا جائے۔ بشرطیکہ جرم کے ثبوت کیلئے قرآن کے مقرر کردہ چار گواہ پیش نہ کئے جاسکیں پیش ہونے پر شرعی حد نافذ کیا جائے گا۔

(۷) قومی اسمبلی کے منظور کردہ بل میں حسب ذیل دفعات کا اضافہ کیا جائے۔ زنا بالرضا موجب حد اور فحاشی جیسے جرائم قابل دست اندازی پولیس ہوں گے اور ان جرائم کو ایسے کوئی تحفظات نہیں دیئے جائیں گے جو ان جرائم کو عملاً ناقابل سزا بناتے ہوں۔

(۸) قذف آرڈیننس سے متعلق دفعات میں یہ اضافہ کیا جائے۔

الف۔ عورت کے رضا کارانہ اقرار جرم پر اسے سزا دی جاسکے گی۔

(۹) بل میں اس دفعہ کا اضافہ کیا جائے کہ عدالتوں کے سامنے مختلف جرائم سامنے آنے پر وہ دوسرے جرائم میں سزا دے سکیں گے۔

(۱۰) بل میں حسب ذیل نئے دفعہ کا اضافہ کیا جائے۔

اس آرڈیننس کی تشریح اور اطلاق میں اسلام کے وہ احکام جو قرآن کریم اور سنت نے متعین فرمائے ہیں بہر صورت موثر ہوں گے چاہے رائج الوقت کسی قانون میں کچھ بھی درج ہو۔